

محنت کی برکات

شاعر کا تعارف:

خواجہ الطاف حسین حالی (۱۸۳۷ء تا ۱۹۱۳ء)

خواجہ الطاف حسین نام اور حالی تخلص کرتے تھے۔ آپ پانی پت (ہریانہ، انڈیا) کے ایک معزز گھرانے میں پیدا ہوئے۔ اُن کے والد گرامی نام خواجہ ایزد بخش تھا جو حافظ قرآن تھے اور ان کی قرأت کو شہرہ اس قدر تھا کہ لوگ دُور و نزدیک سے اُن کی تلاوت سننے کے لیے کشاں کشاں چلے آتے سر دھنتے رہ جاتے تھے۔ اُنھوں نے لکھنؤ داؤدی پایا تھا۔ یہی صفات مولانا حالی کی ذات میں بھی بدرجہ اتم موجود تھیں اور وہ بھی حافظ قرآن تھے۔ مولانا حالی کم عمری میں ہی والدین کے سائے سے محروم ہو گئے۔ مزید علم حاصل کرنے کا شوق اُنھیں دہلی لے گیا جہاں معاشی طور پر مشکل حالات میں اکتسابِ علم کے ساتھ ساتھ مشاہیر کی صحبتوں، خصوصاً نواب مصطفیٰ خان شیفتہ اور مرزا غالب سے فیض حاصل کیا۔

مولانا حالی ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی کے زمانے کے کچھ عرصے بعد لاہور آ گئے اور گورنمنٹ بک ڈپو میں ملازمت اختیار کر لی اور یہیں مولانا محمد حسین آزاد کے ساتھ غزل کے بجائے نظمیں لکھنے کی بنیاد ڈالی اور اپنی چار طویل نظمیں (مثنویاں): ”رکھارت، نشاطِ امید، حُبِ وطن اور من و مخرجِ انصاف“ انجمن پنجاب لاہور کے پلیٹ فارم سے پیش کیں۔

مولانا حالی نے ہر پہلو سے وابستہ قوم کے بہت بڑے مصلح ہیں۔ وہ اُردو کے پہلے نقاد اور پہلے سوانح نگار تصور ہوتے ہیں۔ اُن کا ذوق شعر اعلیٰ درجے کا تھا۔ وہ فنِ شعر اور نقدِ شعر دونوں میں صاحبِ نظر تھے۔ بلاشبہ اُن کے ہاں قدیم و جدید شاعری بھی موجود ہے جو بہت خوب ہے مگر اُن کا اصل جوہر اور کمال جدید شاعری میں ظاہر ہوا۔ ان کی نظموں کی بڑی خوبی زبان و بیان کی سادگی اور سلاست ہے۔ اُردو شاعری میں مولانا حالی کا اعلیٰ ترین کارنامہ اُن کی طویل نظم ”مد و جزرِ اسلام“ ہے جو عام طور پر ”مسدسِ حالی“ کے نام سے معروف ہے۔ یہ نظم اس قدر مقبول ہوئی کہ اس نے مقبولیت اور شہرت کے تمام ریکارڈ توڑ ڈالے۔ ”مسدسِ حالی“ کے بارے میں سرسید کہا کرتے تھے: ”میں اس مسدسِ حالی“ کا محرک ہوا ہوں اور میں اسے اپنے اعمالِ حسد سے سمجھتا ہوں۔ جب خدا مجھ سے پوچھے گا کہ دُنیا سے کیا لائے ہو تو میں کہوں گا کہ حالی سے مسدس لکھوا کر لایا ہوں اور کچھ نہیں۔“

شامل کتابِ نظم ”محنت کی برکات“ مسدسِ حالی سے مستعار اقتباس ہے اور اس نظم میں، جیسا کہ اس کے نام ہی سے ظاہر ہے، محنت سے کام کرنے والوں کے اوصاف بیان ہوئے ہیں۔

مرکزی خیال

مولانا الطاف حسین حالی کی نصاب میں شامل اس نظم کا مرکزی خیال ہے کہ دنیا کی تمام رونقیں اور برکتیں محنت ہی میں شمار ہیں۔ محنت کی بدولت ہی انسان اور قوموں کو عظمت اور فضیلت حاصل ہوتی ہے۔ دنیا کے تمام بڑے بڑے اور نامور لوگوں نے محنت ہی کی بدولت اپنا مقام حاصل کیا۔ ہم بھی محنت سے کامیابی حاصل کر سکتے ہیں۔

خلاصہ

دنیا میں صرف وہی لوگ عزت حاصل کرتے ہیں جو محنت کرتے ہیں۔ محنت کے بغیر نہ تو فضیلت حاصل ہوتی ہے اور نہ ہی بادشاہی۔ دنیا میں جتنے بھی بڑے لوگ گزرے ہیں اُنھوں نے محنت اور لگن سے کام کر کے ایک مقام حاصل کیا۔ دیکھا جائے تو وہ سب لوگ نیچے سے اوپر آئے۔ اللہ

تعلیٰ نے انسانوں کو بے پناہ صلاحیتوں سے نوازا ہے۔ لیکن اگر بنی نوع انسان اپنی ان صلاحیتوں کو پہچانے گا نہیں تو یہ سب صلاحیتیں ضائع ہو جائیں گی۔ مٹی میں مل کر مٹی ہو جائیں گی۔ اگر ہمارے اوپر خشکیاں آجائیں تو ہمیں کھجور انٹیکس چاہیے بلکہ ان اڑے حالات کا مردانہ وار مقابلہ کر کے کامیابیوں کو نگہبانا چاہیے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم نہ صرف اپنا سہارا خود نہیں بلکہ ضرورت مندوں کی بھی مدد کرنی چاہیے۔ دنیاوی کمزور سہاروں کی بجائے صرف رب تعلیٰ کی ذات پر بھروسہ کرنا چاہیے۔ خدا پہ یقین رکھتے ہوئے اپنے مسئلے خود حل کرنے ہوں گے۔ شعل مشہور ہے: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّم

مشکل الفاظ کے معانی

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
مشقت	سخت محنت	ذلت	رسوائی، بدنامی
بڑائی	عظمت، برتری، بزرگی	فضیلت	برتری
فرماں روائی	حکمرانی	نہال	پودے، درخت
جوہر	ہنر، خوبی	مخفی	چھپا ہوا، راز
جیتے جی	زندگی میں ہی	امانت	کوئی چیز سپرد نہ کرنا
مبادا	شاہد	تلف	ضائع ہو جانا
ودیعت	عطا، امانت، دی ہوئی	آسان	آسان
صدید	شکار ہاتھ آنا	سرپٹ بھاگنا	تیز دوڑنا
ستوارے	درست کام کرنا	عارضی	ناپائیدار، تھوڑی دیر کے لیے
آپ بانگو	اپنے کام خود کرو	درماں	علاج، چارہ، دوا
یاں	یہاں یعنی اس دنیا میں	دست بہمت	ہمت والے ہاتھ
حامی	مددگار	--	--

اشعار کی تشریح

مشقت کی ذلت جنھوں نے اٹھائی

جہاں میں ملی اُن کو آخر بڑائی

کسی نے بغیر اس کے ہرگز نہ پائی

فضیلت، نہ عزت، نہ فرماں روائی

نہال اس مملکت میں جتنے بڑھے ہیں

ہمیشہ وہ نیچے سے اُپر چڑھے ہیں

حالی کہتے ہیں کہ دنیا میں صرف انھی افراد کو عزت ملتی ہے جنھوں نے سخت محنت اور مشقت کی۔ دنیا میں ان لوگوں کو ہی عظمت حاصل

1:

شرح:

ہوئی ہے ہمارے کام محنت سے کرتے ہیں۔ محنت کے بغیر نہ تو بزرگی ملتی ہے اور نہ عزت۔ جو لوگ دنیا میں حکومت کرنے کے خواہاں ہیں انھیں بھی حکمرانی اور بادشاہی محنت ہی کی وجہ سے نصیب ہوتی ہے۔ شاعر کہتے ہیں کہ دنیا کے اس گلشن میں جتنے بھی پودے ہیں وہ آہستہ آہستہ نشوونما پا کر بڑے بڑے تناور درخت بن جاتے ہیں۔ لوگ ان کی چھاؤں میں بیٹھ کر لطف اندوز ہوتے ہیں۔ اسی طرح جو انسان بھی چھوٹی عمر سے ہی محنت کرتے ہیں تو ایک دن تاریخ میں عظیم بن جاتے ہیں۔ تو میں بھی لگن سے محنت کر کے دنیا میں نام کماتی ہیں۔ جو تو میں اپنی مدد آپ کے تحت کام کرتی ہیں وہ ترقی کی شاہراہ پر دوڑتی ہیں۔

بند 2:

بہت ہم میں اور تم میں جوہر ہیں مخفی
خبر کچھ نہ ہم کو نہ تم کو ہے جن کی
اگر جیتے جی، کچھ نہ ان کی خبر لی
تو ہو جائیں گے بل کے مٹی میں مٹی

یہ جوہر ہیں ہم میں امانت خدا کی
مبادا تلف ہو ودیعت خدا کی

تشریح:

مولانا حالی کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے اندر بہت سے کمالات چھپا رکھے ہیں کہ ہمیں ان صلاحیتوں کی خبر تک نہیں ہے۔ اگر ہم نے اپنی زندگی میں اللہ خدا اور صلاحیتوں کو نہ پہچانا اور ان سے فائدہ نہ اٹھایا تو وقت کے ساتھ یہ صلاحیتیں ضائع ہو جائیں گی۔ بالکل اسی طرح جیسے کوئی قیمتی چیز مٹی میں مل کر مٹی ہو جاتی ہے۔ ہماری صلاحیتیں خدا کی دی ہوئی بہترین امانت ہیں۔ اگر ہم نے اپنی صلاحیتوں سے کام نہ لیا تو اللہ تعالیٰ کی یہ امانت ضائع ہو جائے گی۔ ہم دنیا میں لوگوں کے سامنے بھی شرمندہ ہوں گے اور آخرت میں اللہ کے حضور بھی شرمسار کھڑے ہوں گے۔ صلاحیتیں اللہ کی دی ہوئی وہ امانت ہیں جس کے بارے میں روز قیامت سوال ہوگا۔ ہمیں اپنی زندگی فارغ رہ کر بے کار نہیں کرنا چاہیے۔

بند 3:

نہیں سہل مگر صید کا ہاتھ آتا
تو لازم ہے گھوڑوں کو سرپٹ بھگانا
نہ بیٹھو جو ہے بوجھ بھاری اٹھانا
ذرا تیز ہانکو جو ہے دور جانا

زمانہ اگر ہم سے زور آزما ہے
تو وقت اے عزیزو! یہی زور کا ہے

تشریح:

اس بند میں حالی کہتے ہیں کہ اگر کوئی شکار یعنی کوئی مقصد یا کام ہمارے ہاتھ نہیں آتا تو ہمیں چاہیے کہ اس کو حاصل کرنے کے لیے ہم اپنے گھوڑوں کو اور تیز دوڑائیں جب تک کہ وہ مقصد حاصل نہ ہو جائے۔ دراصل شاعر یہاں اسے استعارے کے طور پر استعمال کرتے ہیں کہ اپنی منزل مقصود حاصل کرنے کے لیے انسان کی کوششیں اگر کامیاب نہیں ہو رہی ہیں تو اسے اپنی محنت اور زیادہ تیز اور جوش و خروش سے کرنی چاہیے۔ اگر انسان نے اپنے سر پر ذمہ داریوں اور کاموں کا بھاری بھنگ اٹھا رکھا ہے تو اسے چاہیے کہ وہ تیز چلے مبادا وہ راستے میں کہیں تھک کر بیٹھ نہ جائے۔ زمانہ یعنی ہمارے حریف اگر ہم سے زیادہ طاقت ور ہیں تو ہمیں اپنے کام میں اور زیادہ محنت کرنی چاہیے تاکہ ہمارا کام یابی حاصل کر سکیں۔ یہی بات حضرت علامہ اقبالؒ نے یوں کہی ہے:

مندی باد مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب

یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اڑانے کے لیے

بشر کو ہے لازم کہ ہمت نہ ہارے

جہاں تک ہو کام آپ اپنے سنوارے

خدا کے ہوا چھوڑ دے سب سہارے

کہ ہیں عارضی زور، کمزور سارے

بند 4:

اڑے وقت تم دائیں بائیں نہ جھانکو

سدا اپنی گاڑی کو تم آپ ہانکو

تشریح:

اس بند میں حالی فرماتے ہیں کہ بنی نوع انسان پر یہ بات لازم ہے کہ وہ مشکلوں سے گھبرا کر ہمت نہ ہارے۔ وہ انسان ہی کیا جو مشکلوں

کے آگے سر جھکا دے۔ اللہ نے انسان کو ہواؤں تک کا رخ موڑنے کی طاقت عطا کی ہے۔ لہذا ہر بشر کو چاہیے کہ وہ ہمت سے کام لے کیوں کہ مثل مشہور

ہے: ”ہمت مردانہ ہے“۔ جہاں تک ہو سکے انسان اپنے کام خود کرے اور دوسروں کے سہارے سے گریز کرے۔ انسان کو صرف اور صرف اپنے خدا

پر بھروسہ کرنا چاہیے کہ دنیا کے سب سہارے فنی اور کمزور ہیں۔ لوگ عالموں، بابوں اور ستارہ شناسوں کے پاس اپنے مسئلے لے کر جاتے ہیں یہ سب

چیزیں انسان کے یقین کو کمزور کرتی ہیں۔ حقیقی طاقت صرف رب تعالیٰ کی ہے۔ وہی مددگار اور مشکل کشا ہے۔ ہمیں صرف اور صرف اسی کی ذات پر

بھروسہ کرنا چاہیے کہ وہی ہر شے پر قادر ہے۔ مزید شاعر کہتے ہیں کہ جب تم پر کوئی مشکل وقت آجائے اور تمہیں لگے کہ تم کسی مصیبت میں پھنس گئے ہو تو

کسی بھی مدد کے لیے ادھر ادھر مت جھانکو اپنی مدد آپ کے مضبوط جذبے کے تحت خود اپنی مشکل حل کرو اور حالات کا مقابلہ کرو۔

بند 5:

تمہیں اپنی مشکل کو آسان کرو گے

تمہیں درد کا اپنے درماں کرو گے

تمہیں اپنی منزل کا ساماں کرو گے

کرو گے تمہیں کچھ اگر یاں کرو گے

چھپا دستِ ہمت میں زورِ قضا ہے

مثل ہے کہ ہمت کا حامی خدا ہے

تشریح:

شاعر کہتے ہیں کہ ہمت بھولو کہ اپنی تمام تر مشکلوں کو تم ہی آسان کرو گے۔ اپنے درد کا علاج تم خود ہی کرو گے۔ کسی ابنِ مریم کا انتظار نہ

کرو۔ اپنی منزل تک پہنچنے کے لیے اپنا سامان اور زاد و بار خود ہی تیار کرو۔ غریبوں اور دوسروں کی محتاجی سے ہر گام بچنے کی کوشش کرو کہ احسان کرنے

والے اپنی غلامی میں لے لیتے ہیں۔ اپنی محنت اور ہمت سے کام لو بجائے اس کے کہ تم دوسروں کے دستِ غریبوں۔ ہمت اور محنت کی برکتوں میں وہ حکم الہی

چھپا ہوا ہے جو انسانوں کے حق میں واقع ہوا ہے۔ مثل مشہور ہے کہ ہمت کرنے والے کا حامی و ناصر اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔

۱۔ نظم ”محنت کی برکات“ کے متن کے مطابق مصرعے مکمل کریں۔

- (الف) نہال اس _____ میں جتنے بڑھے ہیں
(ب) یہ جوہر ہیں ہم میں _____ خدا کی
(ج) _____ تلف ہو ودیعت خدا کی
(د) بشر کو ہے لازم کہ _____ نہ ہارے
(ه) مثل ہے کہ ہمت کا _____ خدا ہے

جواب

(الف)	گلستان	(ب)	امانت	(ج)	مبادا	(د)	ہمت	(ه)	حامی
-------	--------	-----	-------	-----	-------	-----	-----	-----	------

۲۔ نظم ”محنت کی برکات“ کے متن کو مد نظر رکھتے ہوئے سوالوں کے جواب لکھیں۔

(الف) انسان کو فضیلت، عزت اور فرماں روائی کب ملتی ہے؟

جواب: انسان کو محنت اور نیک اعمال کی بدولت دنیا میں فضیلت، عزت اور فرماں روائی ملتی ہے۔

(ب) اگر مخفی جوہر کی خبر نہ لی تو کیا ہونے کا امکان ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمتوں میں ایک عظیم نعمت اپنے بندوں کو مخفی جوہر یعنی بلیکس دی ہیں۔ اگر ہم ان مخفی جوہروں کو تلاش نہ کر پائے تو یہ مٹی میں مل کر مٹی ہو جائیں گے۔

(ج) اگر دُور کا سفر درپیش ہو تو گھڑ سوار پر کیا لازم آتا ہے؟

جواب: اگر دُور دراز کا سفر درپیش ہو تو مسافر یعنی اس گھڑ سوار پر لازم ہے کہ وہ اپنے گھوڑے کو تیز تر دوڑائے تاکہ منزل پر بروقت پہنچ سکے۔

(د) بشر کے لیے سب سے بڑا سہارا کس کا ہے؟

جواب: بشر کے لیے بے شک سب سے بڑا سہارا اُس کے پیدا کرنے والے خدا کا سہارا ہے۔

(ه) ہمت کا حامی کون ہے؟

جواب: ہمت سے کام لینے والوں کا حامی و ناصر خدا ہے۔

۳۔ درج ذیل محاورات کو اپنے جملوں میں اس طرح استعمال کریں کہ ان کا مفہوم واضح ہو جائے۔

خبر لینا، مٹی ہو جانا، ہاتھ آنا، زور آزمائے، ہمت ہارنا، سامان کرنا، دائیں بائیں جھانکنا

جملے	محاورات	جواب:
تھہر و ذرا! میں ابھی تمھاری خبر لینا چاہتا تھا۔	خبر لینا	
آصف نے نئے کاروبار میں محنت تو بہت کی مگر سارا پیسہ مٹی میں ہو گیا۔	مٹی ہو جانا	
اکبر کو کامیابی کا ہاتھ آنا بہت مشکل لگ رہا ہے۔	ہاتھ آنا	

پہلو انے اکھاڑے میں زور آزما کر آخر کار بازی جیت لی۔	
ہمت ہارنا	ہمت ہارنے سے کیا ہوا کہ جس سے کر سول نہ چھوڑو۔
سامان کرنا	منزل تک پہنچنے کے لیے خود ہی محنت کر کے سامان کرنا ہوگا۔
دائیں بائیں جھانکنا	دائیں بائیں جھانکنے سے کبھی کچھ نہیں ملتا بلکہ ہمت کر کے سامان کرنا ہوتا ہے۔

۴۔ درج ذیل الفاظ کا درست تلفظ اعراب لگا کر واضح کریں۔

مشقت و دیقت مبادا تلف ہمت درماں

جواب: مشقت و دیقت مبادا تلف ہمت درماں

ذو معنی الفاظ:

وہ الفاظ جن کے دو یا دو سے زیادہ معنی ہوں، ذو معنی یا ذو معنیں الفاظ کہلاتے ہیں۔ ایسے بعض الفاظ ایک معنوں میں مذکر ہوتے ہیں تو دوسرے معنوں میں مونث۔ بعض اوقات دونوں معنوں میں مذکر یا مونث۔ بہر کیف ذو معنی الفاظ کے استعمال کے ضمن میں بہت احتیاط برتنے کی ضرورت ہے اور اس کے لیے کوئی اہل زبان کی گفت گو (تحریر و تقریر) ہی ہے۔ چند ایک ذو معنی الفاظ اور ان کے معنی درج ذیل ہیں:

الفاظ	ایک معنی	دوسرے معنی	الفاظ	ایک معنی	دوسرے معنی
آب	پانی	چھلکا	تکیہ	سرہانہ	بھروسا
اُردو	زبان	لغز، لٹکا	محراب	محراب	ہندسہ جو دو پر تقسیم نہ ہو
اوقات	وقت کی جمع	حیثیت	برتن	برتن	حوصلہ
بار	بوجھ	باری	عرصہ	مدت	میدان
باز	ایک شکاری پرندہ	دوبارہ، کھلا ہوا	عرض	گزارش	چوڑائی
بیت	گھر	شعر	فصل	فاصلہ	موسم
تاک	تاک جھانک	انگور کی تیل	قصور	قصر کی جمع، محلات	غلطی
تکرار	جھگڑا	بار بار دہرانا	کان	معدنیات نکلنے کی جگہ	جسم کا حصہ

۵۔ درج ذیل ذو معنی الفاظ کے معنی لکھیں۔

جست غریب کل مانگ لہر سنگ کف لگن مالٹا محل

الفاظ	ایک معنی	دوسرے معنی	الفاظ	ایک معنی	دوسرے معنی
جست	اجتہاد	چھلانگ	غریب	ناوار	بے چارہ
کل	مشین	مانگ	مانگ	بالوں کی پٹی	مانگنا
لہر	موج	امنگ	پتھر	ساتھ	پتھر
کف	بتھیلی	جھگڑا	برتن	برتن	برتن
مالٹا	پھل	ملک	محل	شان دار عمارت	موقع

اصنافِ نظم بہت سی ہیں جن میں سے کچھ کا بیان ”حمد“ میں آچکا ہے۔ کچھ کی وضاحت یہاں بیان کی جاتی ہے۔

قصیدہ:

قصیدہ عربی کے لفظ ”قصد“ سے بنا ہے جس کے لغوی معنی ”قصد (ارادہ) کرنا“ کے ہیں جس سے ثابت ہے کہ یہ وہ صنفِ نظم ہے جو ارادی طور پر وجود میں آتی ہے اور شاعر ارادتا کسی کی مداح و ستائش کرتا ہے۔ اس ضمن میں وہ بعض اوقات زمین و آسمان کے قلابے ملا دیتا ہے۔ قصیدہ بہت پرانی صنفِ نظم ہے اور یہ عربی کے علاوہ فارسی میں بھی وافر ذخیرے کی صورت میں موجود ہے۔ قصیدے اور غزل کی ہیئت ایک ہی ہے۔ وہی مطلع و مقطع اور وہی آغاز سے اختتام تک ردیف اور کافیہ کا اہتمام۔ شاید اس کی وجہ یہ ہے کہ کسی زمانے میں غزل بھی قصیدے ہی کا حصہ ہوتی تھی۔ قصیدے کو عام طور پر چار حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے: تشبیب، گریز، مدح اور دُعا۔ اُردو قصیدہ گوئی میں مرزا محمد رفیق سودا اور شیخ ابراہیم ذوق کے نام خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

غزل:

اصنافِ نظم میں غزل اہم ترین صنفِ شاعری ہے۔ اُردو کے شعری ادب میں سب سے زیادہ سرمایہ بھی غزل ہی کا ہے۔ یہ وہ صنفِ نظم ہے جس میں عشق و محبت کا ذکر ہوتا ہے اور شاعر اپنے فکر و خیال کا اظہار اشارے کنایے کی زبان میں نہایت لطیف پیرائے میں کرتا ہے۔ غزل کے لغوی معنی عورتوں سے باتیں کرنا یا عورتوں کے حسن و جمال کی تعریف کرنا کے ہیں۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ جب غزال (ملکِ عرب) کا نہایت خوب صورت آہو (کوشکاری کتے) کو شکاری کتے دبوچنے کو ہوں تو اس کے منہ سے اس وقت جو دردناک چیخ نکلتی ہے، اسے غزل کہتے ہیں۔ گویا غزل میں عشق و محبت اور سوز و گداز کا نمایاں ہونا بہت ضروری ہے۔ غزل کا دامن بہت وسیع ہے اور اب غزل میں تقریباً ہر موضوع لایا جانے لگا ہے بلکہ کچھ قد آور شاعروں مثلاً: علامہ محمد اقبال، مولانا ظفر علی خان اور فیض احمد فیض وغیرہ نے غزل کا منہ بوم ہی بدل کر رکھ دیا ہے اور غزل میں ہر قسم کے افکار و خیالات اور مشاہدات و تجربات کو پیش کیا جاتا ہے۔

مرثیہ:

مرثیہ کے لغوی معنی غم و الم کے انداز میں کسی مرنے والے کا ذکر خیر اور اس کے اوصاف بیان کرنے کے ہیں۔ مرثیہ کی صنف عربی سے فارسی اور فارسی سے اُردو میں آئی لیکن اُردو اور فارسی میں مرثیہ کی صنف زیادہ تر اہل بیت یا واقعہ کربلا کے لیے مخصوص ہے۔ اُردو میں سب سے زیادہ مرثیے شہیدانِ کربلا کے لکھے گئے ہیں۔ اس حوالے سے میر انیس اور مرزا دبیر نے سب سے زیادہ شہرت پائی اور لازوال مرثیے یادگار چھوڑے۔

مرثیے کے اجزائے ترکیبی: مرثیے کے اجزائے ترکیبی درج ذیل ہیں:

چہرہ، سراپا، رخصت، آمد، رجز، رزمِ اجنگ، شہادت اور بین۔

مثنوی:

مثنوی اُردو کی ایک مقبول صنفِ نظم ہے۔ مثنوی میں ہر شعر کے دونوں مصرعے آپس میں ہم قافیہ اور ہم ردیف ہوتے ہیں (دو ہفت ضروری نہیں) اور تمام شعر ایک دوسرے سے جدا گانہ قافیہ اور ردیف رکھتے ہیں۔ مسلسل قافیے کی عدم پابندی کی وجہ سے اس صنف میں لمبے چوڑے تاریخی واقعات اور طویل قصے کہانیاں سہولت کے ساتھ نظم کیے جاسکتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ فارسی اور اُردو میں بعض مثنویاں بہت طویل ہیں۔ مولانا حالی کے نزدیک مثنوی سب سے کارآمد صنفِ نظم ہے۔ ہمارے قومی شاعر علامہ اقبال نے بھی اسی صنف کو سب سے زیادہ برتا ہے۔ ان کی مثنوی ”ساقی نامہ“ کا پہلا شعر ہے۔

ہوا خیمہ زن کاروان بہار
ارم بن گیا دامن کوہسار

رباعی: رباعی سے مراد ایسی صنف شاعری ہے جس کے کل چار مصرعے ہوتے ہیں لیکن ان چار مصرعوں میں ایک مکمل مضمون بیان کیا جاتا ہے۔ بالعموم رباعی کا پہلا، دوسرا اور چوتھا مصرع ہم قافیہ و ہم ردیف ہوتے ہیں۔ رباعی میں عام طور پر صوفیانہ جذبات و خیالات بیان کیے جاتے ہیں۔ رباعی اخلاقی شاعری کی ترجمان سمجھی جاتی ہے۔ مثال کے طور پر میر تقی میر کی ایک رباعی یہ ملاحظہ کریں:

گلشن میں صبا کو جست جو تیری ہے
بلبل کی زبان پہ گفست گو تیری ہے
ہر رنگ میں جلوہ ہے تیری قدرت کا
جس پھول کو سونگھتا ہوں، جو تیری ہے

قطعہ: اصطلاح شعر میں دو یا دو سے زیادہ شعروں کو، جو موضوع کے لحاظ سے ایک دوسرے سے متعلق ہوں، قطعہ کہتے ہیں۔ قطعہ دو شعروں سے کم کا نہیں ہوتا اور زیادہ کی کوئی حد مقرر نہیں ہے۔ قطعہ میں بالعموم مطلع نہیں ہوتا۔ کسی قصیدے یا غزل کے مسلسل بیانیہ اشعار کو بھی قطعہ کہتے ہیں۔ زمانہ حال کے معروف شاعر پروفیسر انور مسعود کا ایک قطعہ ہے:

جو چوٹ بھی لگی ہے وہ پہلی سے بڑھ کے تھی

ہر ضرب کرب ناک پہ میں تلملا اٹھا

پانی، سوئی گیس کا، بجلی کا، فون کا

البتہ مل گئے ہیں کہ میں بلبلا اٹھا

مخمس: اصطلاح میں مخمس ایسی نظم کو کہتے ہیں جس کا ہر بند پانچ مصرعوں پر مشتمل ہو۔ اس صنف کو بہت سے شاعروں نے برتا ہے۔ نظیر اکبر آبادی کی نظمیں: ”برسات کی بہاریں، آدمی نامہ اور مفلسی“ وغیرہ مخمس کی عمدہ مثالیں ہیں۔ ”برسات کی بہاریں“ کا ایک بند ہے:

ہیں اس ہوا میں کیا کیا برسات کی بہاریں

سبزوں کی لہلہاہٹ، باغات کی بہاریں

بوندوں کی تھم جھماوٹ، قطرات کی بہاریں

ہر بات کے تماشے، ہر گھٹات کی بہاریں

کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

مسدس: اصطلاح شعر میں مسدس سے مراد ایسی نظم ہے جس کا ہر بند چھ مصرعوں پر مشتمل ہو۔ اس صنف کے پہلے چار مصرعے ہم قافیہ و ہم ردیف ہوتے ہیں جب کہ پانچواں اور چھٹا مصرع الگ قافیہ کے حامل ہوتے ہیں۔ اردو کے تمام بڑے بڑے شاعروں نے اس صنف کو برتا ہے۔ علامہ اقبال کی معروف نظمیں: ”شکوہ اور جواب شکوہ“ اسی ہیئت میں ہیں اور مولانا حالی کی معروف نظم ”مسدس مدو جزر اسلام“ جس کا اقتباس شامل کتاب ہے، اسی ہیئت میں ہے۔

شامل کتاب نظم ”محنت کی برکات“ صنف کے اعتبار سے کیا کہلائے گی۔

شامل کتاب نظم ”محنت کی برکات“ صنف کے اعتبار سے مسدس ہے۔

نظم ”محنت کی برکات“ کا مرکزی خیال لکھیں جو تین چار سطروں سے زیادہ نہ ہو۔

مولانا الطاف حسین حالی کی نصاب میں شامل اس نظم کا مرکزی خیال ہے کہ دنیا کی تمام رونقیں اور برکتیں محنت ہی میں شمار ہیں۔ محنت کی

بدولت ہی انسانوں اور قوموں کو عظمت اور فضیلت حاصل ہوتی ہے۔ دنیا کے تمام بڑے بڑے اور نامور لوگوں نے محنت ہی کی بدولت اپنا مقام حاصل کیا۔ ہم بھی محنت سے کام لیا کر سکتے ہیں۔

درج ذیل پیرا گراف توجہ سے پڑھیں اور آخر میں دیے گئے سوالوں کے جواب تحریر کریں۔

جانوروں کا تحفظ ہمارے ماحولیاتی نظام کی بقا اور تنوع کے لیے انتہائی ضروری ہے۔ انسانی سرگرمیوں کی وجہ سے جانوروں کی تعداد کم ہو جائے یا وہ معدوم ہو جائے تو اس کے اثرات پورے نظام پر پڑ سکتے ہیں۔ انسانی سرگرمیوں جیسا کہ جنگلات کی کٹائی، غیر قانونی شکار اور ماحولیاتی آلودگی نے بہت سے جانوروں کی نسلوں کو خطرے میں ڈال دیا ہے۔ جانوروں کے تحفظ کے اقدامات کے ذریعے ہم نہ صرف ان انواع کو بچا سکتے ہیں بلکہ مستقبل کی نسلوں کے لیے ایک متوازن اور پائیدار ماحول بھی فراہم کر سکتے ہیں۔ یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم قدرت کے ان قیمتی اثاثوں کی حفاظت کریں اور ان کے لیے محفوظ مقامات اور قوانین کو مضبوط بنائیں تاکہ وہ قدرتی ماحول میں آزادانہ زندگی گزار کر سکیں۔

سوالات:

(الف) جانوروں کا تحفظ ہمارے ماحول کے لیے کیوں ضروری ہے؟

جواب: جانوروں کا تحفظ ہمارے ماحولیاتی نظام کی بقا اور تنوع کے لیے انتہائی ضروری ہے۔

(ب) وہ کون سی انسانی سرگرمیاں ہیں، جو جانوروں کو خطرے سے دوچار کر سکتی ہیں؟

جواب: انسانی سرگرمیوں جیسا کہ جنگلات کی کٹائی، غیر قانونی شکار اور ماحولیاتی آلودگی نے بہت سے جانوروں کی نسلوں کو خطرے میں ڈال دیا ہے۔

(ج) جانوروں کی نایاب انواع و اقسام کو کس طرح بچایا جاسکتا ہے؟

جواب: جانوروں کی نایاب انواع و اقسام کو بچانے کے لیے ان کے تحفظ کے اقدامات کے ذریعے انہیں بچایا جاسکتا ہے۔ نیز قدرتی پائیدار ماحول کی فراہمی بھی ہماری ذمہ داری ہے۔

(د) عبارت کو موزوں عنوان تجویز کریں۔

جواب: جانوروں کا تحفظ اور ماحول

سرگرمیاں:

- طلبہ کسی ذریعے سے ”مسدس مدوجز اسلام“ حاصل کریں اور اس طویل نظم میں سے شامل کتاب پانچ بند تلاش کریں اور اس موضوع پر دو بند مزید شامل کر کے انھیں ٹیوٹوریل گروپ میں پیش کریں۔

اشارات تدریس:

- ۱۔ اسباقہ کسی ذریعے سے ”کلیات حالی“ حاصل کریں اور اس میں مولانا کی دو نظموں ”حب وطن اور برکھارت“ کے ابتدائی اشعار طلبہ کو سنائیں تاکہ مولانا حالی کا اسلوب بیان ان کے ذہن نشین ہو۔
- ۲۔ اساتذہ طلبہ سے مسدس حالی کا کوئی ایک بند زبانی سنیں اور وہ بند سنائیں تو انھیں مسدس حالی کا وہ بند سنائیں جس کس پہلا مصرع ہے: ”وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا“ اور طلبہ سے اس بند کے مصرعوں کی تعداد پوچھنے کے بعد اس بند کے قافیے اور ردیف کے بارے میں بھی پوچھیں۔

اضافی معروضی سوالات

- (1) محنت کرنے والے ہمیشہ نیچے سے جاتے ہیں: (الف) نیچے (ب) پیچھے (ج) اُپر (د) آگے
- (2) ہمارے اندر خدا کی امانت ہیں یہ: (الف) گوہر (ب) جوہر ✓ (ج) شوہر (د) منوہر
- (3) انسان کو تلاش کرنا پڑتی ہیں اپنی صلاحیتیں: (الف) دریدہ (ب) نویدہ (ج) پوشیدہ ✓ (د) کشیدہ
- (4) شکار آسان نہ ہو تو گھوڑوں کو دوڑانا چاہیے: (الف) دھیرے دھیرے (ب) منہ زور (ج) سرپٹ ✓ (د) سُست روی سے
- (5) ہم سے زور آزما ہے یہ: (الف) بہانہ (ب) ترانہ (ج) دیوانہ (د) زمانہ ✓
- (6) سدا اپنی _____ کو تم آپ ہانگو: (الف) گائے (ب) بھینس (ج) گاڑی ✓ (د) بکری
- (7) تو وقت اے عزیز دیکھی _____ کا ہے: (الف) شور (ب) دوڑ (ج) چوڑ (د) زور ✓
- (8) بشر کو ہے لازم ہے کہ ہارے نہ: (الف) سمت (ب) قسمت (ج) ہمت ✓ (د) قیمت
- (9) اڑے وقت تم دائیں بائیں نہ: (الف) ٹوکو (ب) جھانکو ✓ (ج) روکو (د) ہانکو
- (10) اپنی منزل پر پہنچنے کا کوئی نہیں کر سکتا: (الف) درماں (ب) جہاں (ج) ساماں ✓ (د) آساں
- (11) خدا کے سوا سب سہارے ہیں: (الف) کمزور ✓ (ب) کڑوڑ (ج) نچوڑ (د) مزوڑ
- (12) ہے کہ ہمت کا حامی خدا ہے: (الف) کہاوت (ب) مقولہ (ج) محاورہ (د) مثل ✓

جواب

(ج)	(6)	(د)	(5)	(ج)	(4)	(ج)	(3)	(ب)	(2)	(ج)	(1)
(د)	(12)	(الف)	(11)	(ج)	(10)	(ب)	(9)	(ج)	(8)	(د)	(7)

www.ilmkidunya.com

- (1) خواجہ الطاف حسین حالی کب اور کہاں پیدا ہوئے؟
جواب: خواجہ الطاف حسین حالی ۱۸۳۷ء کو پانی پت میں پیدا ہوئے۔
- (2) خواجہ الطاف حسین کیا تخلص استعمال کرتے تھے؟
جواب: خواجہ الطاف حسین حالی تخلص استعمال کرتے تھے۔
- (3) مولانا حالی نے کون سے استادوں سے فیض حاصل کیا؟
جواب: مولانا الطاف حسین حالی نے نواب مصطفیٰ خان شیفتہ اور مرزا غالب سے فیض حاصل کیا۔
- (4) مولانا حالی لاہور کب اور کیوں آئے؟
جواب: مولانا الطاف حسین حالی ۱۸۵۷ء کو لاہور آئے تھے۔ یہاں آکر انھوں نے محمد حسین آزاد کے ساتھ مل کر نظم لکھنے کا آغاز کیا۔
- (5) اردو ادب میں مولانا حالی کا کیا مقام ہے؟
جواب: اردو ادب میں مولانا حالی بہت بلند مقام رکھتے ہیں۔ وہ اردو کے پہلے سوانح نگار اور نقاد مانے جاتے ہیں۔
- (6) اردو شاعری میں مولانا حالی کا بڑا کارنامہ کون سا ہے؟
جواب: اردو شاعری میں حالی کا سب سے بڑا کارنامہ ان کی نظم ”مدحہ جزیرہ اسلام“ ہے جو کہ ”مسدس حالی“ کے نام سے مشہور ہے۔
- (7) سر سید احمد خان نے مسدس حالی کے بارے میں کیا کہا تھا؟
جواب: سر سید احمد خان نے فرمایا: ”جب خدا مجھ سے پوچھے گا کہ دنیا سے کیا لائے ہو تو میں کہوں گا کہ حالی سے مسدس لکھوا کر لایا ہوں اور کچھ نہیں۔“
- (8) نظم ”محنت کی برکات“ کون سی طویل نظم سے لی گئی ہے؟
جواب: نظم ”محنت کی برکات“ طویل ترین نظم ”مسدس حالی“ سے لی گئی ہے۔
- (9) ”محنت کی برکات“ کس بیت میں لکھی گئی ہے؟
جواب: ”محنت کی برکات“ نظم مسدس کی بیت میں لکھی گئی ہے۔
- (10) مسدس کس نظم کو کہتے ہیں؟
جواب: ایسی نظم جس کے ہر بند میں چھ مصرعے ہوں ایسی نظم کو مسدس کہتے ہیں۔
- (11) مشقت اور محنت کرنے والے لوگوں کو کیا حاصل ہوتا ہے؟
جواب: مشقت اور محنت کرنے والے لوگوں کو فضیلت، عزت اور فرماں روائی حاصل ہوتی ہے۔
- (12) نہال کس طرح کے پودے کو کہتے ہیں؟
جواب: نہال سے مراد چھوٹے چھوٹے پودے ہیں۔
- (13) الطاف حسین حالی نے جوہر سے کیا مراد لیا ہے؟
جواب: الطاف حسین حالی نے جوہر سے مراد وہ عظیم صلاحیتیں لی ہیں جو کہ قدرت نے ہمیں دی ہیں۔

www.ilmkidunya.com

- (14) اگر ہم نے زندگی میں جوہر کی قدر نہ کی تو کیا ہوگا؟
جواب: اگر ہم نے زندگی میں جوہر کی قدر نہ کی تو پھر وہ مٹی میں مٹی ہو جائیں گی اور ہم اللہ تعالیٰ کی نعمت سے محروم ہو جائیں گے۔
- (15) شاعر نے اللہ تعالیٰ کی کھتے کن چیزوں کو کہا ہے؟
جواب: الطاف حسین حالی نے اللہ کی وہ صلاحیتیں جو اللہ تعالیٰ نے امانت کے طور پر بندوں کو عطا کی ہیں، ان کو نعمتیں کہا ہے۔
- (16) دنیا میں ہمارے لیے سب سے طاقت ور آسرا کون سا ہے؟
جواب: دنیا میں ہمارے لیے سب سے طاقت ور آسرا اللہ تعالیٰ کا ہے۔
- (17) مولانا الطاف حسین حالی نے دنیا کے سہاروں کو کمزور کیوں کہا ہے؟
جواب: مولانا حالی نے دنیا کے سہاروں کو کمزور اور عارضی اس لیے کہا ہے کہ وقت آنے پر سب دنیاوی سہارے منہ موڑ لیتے ہیں۔
- (18) جو لوگ محنت و مشقت کی ذلت اٹھاتے ہیں قدرت کی طرف سے انہیں کیا انعام ملتا ہے؟
جواب: جو لوگ محنت و مشقت کی ذلت اٹھاتے ہیں پروردگار کی طرف سے انہیں دنیا و آخرت میں بڑائی اور عزت ملتی ہے۔
- (19) حالی کے نزدیک اپنی مشکلوں کو کیسے آسان کیا جاسکتا ہے؟
جواب: حالی کے نزدیک صرف اور صرف اللہ کی مدد اور اپنی محنت و مشقت سے اپنی زندگی کو آسان بنایا جاسکتا ہے۔
- (20) ”چھپا دست و ہمت میں روز قضا ہے“ اس مصرعے کا کیا مطلب ہے؟
جواب: اس مصرعے کا مطلب ہے کہ ہمت اور محنت کرنے والے ہاتھوں میں ہی تقدیر لکھی ہوتی ہے۔
- (21) اڑے وقت کے بارے میں مولانا حالی کیا کہتے ہیں؟
جواب: مولانا حالی ہماری ہمت بندھاتے ہوئے کہتے ہیں کہ جب بھی کسی کو اور کسی مشکل آجائے تو ہمت نہ بارو بلکہ اپنی گاڑی کو ہانکتے چلے جاؤ۔
- (22) شاعر کے نزدیک ہمت کا حامی کون ہوتا ہے؟
جواب: شاعر کے نزدیک ہمت کا حامی خدا ہوتا ہے۔ مثل مشہور ہے ”ہمت مردواں مدد خدا“۔
- (23) ہم خدا کی کس امانت کے امین ہیں؟
جواب: خدا نے اپنے بندوں کو مختلف قسم کی صلاحیتیں عطا کی ہیں۔ مولانا حالی نے ان صلاحیتوں کو مجھے ہوئے جوہر کہا ہے۔ ہم اسی امانت کے امین ہیں۔